

جس کا نور



احادیث



مولائے متقیان علیہ السلام کی چالیس منتخب احادیث

جَلْوَةٌ نُورٍ

علی مولیٰ

امام علی علیہ السلام کی چالیس منتخب احادیث

بین کون

مرکز علم و عمل کراچی

پوسٹ بکس 2157 ناظم آباد کراچی

جملہ حقوق محفوظ

جلوہ نور "علی مولیٰ"

حیدر عباس عابدی

سجاد حسین مہدی

حسین نقوی

سید اکبر رضا رضوی

مرکز علم و عمل کراچی

E-31 رضویہ سوسائٹی، اسلام آباد، کراچی

6622656

کتاب:

تالیف و توشیح:

صحیح:

کیپرنگ:

ڈیزائن:

ناشر:

مطبعہ کا پتہ:

فون:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اصل کامیابی یہ ہے کہ انسان اپنے مقصد تخلیق سے ہم آہنگ رہے، ہرائی سے دور اور اچھائی سے منسلک رہے اور دنیا سے چلے جانے کے بعد انسان کی نیک نامی اور پاکیزہ سیرت باقی رہ جائے۔

ایسی کامیاب زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کی سیرت و کردار پر عمل کیا جائے کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود ان کی نیک نامی اور پاکیزہ سیرت گمراہ انسانیت کے لئے مشعل راہ ہے۔ خاص طور پر ان لوگوں کے لئے جو پاک و پاکیزہ ہستیوں کی پیروی کا دم بھی بھرتے ہیں۔ بعض اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ ان کے اعمال ان شخصیات سے ہم آہنگ نظر نہیں آتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اپنی عملی محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان عظیم کرداروں کو اپنے لئے نمونہ عمل قرار دیں۔

اس مقصد کے حصول کے لئے ہم نے یہ مختصر لیکن اہم سلسلہ شروع کیا ہے۔ جس کی پہلی کڑی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اور دوسری امام حسن مجتبیٰ (علیہ السلام) کی سیرت طیبہ سے چالیس حدیثوں کا مجموعہ تھا جسے کافی سراہا اور بہت زیادہ پسند کیا گیا۔ اور آج ہم اپنے پروردگار کے انتہائی مشکور ہیں

کہ اس نے ہمیں یہ توفیق دی کہ امام علیؑ کی شہادت کی مناسبت سے جلوہ نور کی تیسری کڑی "علی موئی" تکمیل کے مراحل طے کر کے طباعت سے آراستہ ہو رہی ہے۔ اگرچہ موئی کے پرفیض اور نورانی کلمات کا سمندر موجود ہے اور ہم صرف اس میں سے ایک کوزہ ہی آپ کی خدمت میں پیش کر سکے ہیں لیکن اس امید کے ساتھ کہ یہ ہماری زندگی میں تروتازگی لے کر آئے گا۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ ان احادیث کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے عربی عبارت اور رواں ترجمے سے پہلے ایک مقدمہ بھی بیان کیا جائے تاکہ ان کی اہمیت واضح ہو سکے۔

انشاء اللہ خداوند قادر و توانا کی توفیقات ہمارے شامل حال رہیں تو اس سلسلے کی چودہ کڑیاں ایک ایک کر کے مکمل کریں گے۔ آپ اس میں کوئی کمی بیشی محسوس کریں یا کوئی تجویز ہو یا اس سلسلے میں کوئی مثبت تعاون کرنا چاہیں تو ہمیں خوشی ہوگی۔

والسلام

شعبہ تربیت،

مرکز علم و عمل، کراچی

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب کی ولادت ۱۳ رجب
۳۰ عام الفیل (۶۰۰ء) بروز جمعہ خانہ کعبہ میں ہوئی۔ خانہ کعبہ میں
ولادت کا شرف آپ کا خصوصی امتیاز ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کے والد کا نام عمران اور کنیت ابو طالب
ہے۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھیں۔ اس
 لحاظ سے آپ سے ماں اور باپ دونوں طرف سے ہاشمی ہیں۔

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولادت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے ۳ سال بعد ہوئی۔
ابتداء ہی سے آپ کی پرورش و تربیت آنحضرت کے سایہ عاطفت میں

ہوئی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث بہ رسالت ہوئے، اس وقت حضرت علیؑ کا سن مبارک نو سال تھا۔ خانہ کعبہ کے قریب سب سے پہلے نماز قائم کرنے والوں کی جو صف بنی اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت علیؑ اور جناب خدیجہ شریک تھے۔ دعوت ذوالعشرہ کے موقع پر حضرت علیؑ نے کمسنی کے باوجود رسولؐ کی دعوت نصرت پر بلید کہا، جس کے عوض رسالت مآبؐ نے آپؐ کو اپنا بھائی، وصی اور خلیفہ قرار دیا۔

حضرت علیؑ کی پوری زندگی انقضا و رسالت اور تبلیغ و قیام عدالت کی جدوجہد سے عبارت ہے۔ وہ ہجرت کا پرخطر موقعہ ہو یا بدر و احد خندق و خین کا میدان کارزار، آپؐ نے ہر جگہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے اپنی جان کی بازی لگادی۔ حضرت علیؑ علیہ السلام کی شجاعت، آپؐ کی وفاداری، آپؐ کا جذبہ ایثار اور حق کے لئے ہجرت اور جہاد۔ یہ وہ صفات تھیں جنہوں نے آپؐ کو اللہ اور اس کے رسولؐ کا محبوب بنا دیا تھا۔

حضرت علیؑ جس طرح عدل و شجاعت میں بے مثال تھے اسی طرح علم و حکمت میں بھی اپنی نظیر آپؐ تھے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ارشاد فرمایا کہ: ”میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔“ حضرت علیؑ علیہ السلام کی علمی فضیلت، آپؑ کی فیصلہ کرنے کی صلاحیت اور آپؑ کے تقویٰ اور تفقہ کو تمام صحابہ نے تسلیم کیا ہے۔ حضرت عمرؓ کا یہ قول بہت معروف ہے کہ ”اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا۔“

حضرت علیؑ کا پہلا عقد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکلوتی بیٹی سیدۃ العالمین جناب فاطمہ الزہراءؑ سے ۲ ہجری میں ہوا۔ جناب سیدہ کی زندگی میں آپؑ نے کوئی دوسرا عقد نہیں کیا۔ امام حسنؑ، امام حسینؑ، جناب زینبؑ اور جناب کلثومؑ حضرت علیؑ اور جناب سیدہ کی اولاد ہیں۔ جناب سیدہ کی وفات کے بعد حضرت علیؑ نے دیگر ازواج سے عقد کئے جن سے متعدد اولادیں ہوئیں۔ جن میں حضرت عباسؑ، حضرت جعفرؑ، حضرت عبداللہؑ اور حضرت محمد بن حنفیہ کے اسامہ قابل ذکر ہیں۔

حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ نے حیات دنیاوی کے ۶۳ سال گزار کر ۲۱ رمضان ۴۰ ہجری کو شہادت پا گئے۔ آپؑ کی شہادت ابن ملجم کی ضربت سے ہوئی جس نے حالت نماز میں آپؑ کو زخمی کیا۔

امیر المومنین حضرت علی ابن طالبؑ بغیر خدا کے جانشین، وصی اور خلیفہ تھے۔ آپؑ کی علمی فضیلت، آپؑ کی اخلاقی عظمت اور آپؑ کی منقبت میں متعدد حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ اسی طرح آپؑ کی ولایت کی سند میں قرآن کی متعدد آیات نازل ہوئیں۔ حالت رکوع میں زکوٰۃ کی ادائیگی، حکم نجویٰ پر عمل، سورۃ برأت کی تبلیغ آپؑ کا امتیاز خصوصی ہیں۔ آپؑ نفسِ رسولؐ ہیں اس لئے آپؑ رسولؐ کے تمام کمالات (بہ استثنائے نبوت) کا آئینہ ہیں اور چونکہ جناب ختمی مرتبہؐ کے کمالات میں تمام انبیاء کے کمالات شامل ہیں اس لئے حضرت علیؑ بھی تمام انبیاء کے کمالات کا مظہر ہیں۔ آپؑ وجہ اللہ ہیں۔ آپؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ آپؑ کا ذکر عبادت ہے اور آپؑ کی محبت کے بغیر عبادت، عبادت نہیں ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

موقع سے فائدہ اٹھانا

جوانی و صحت حد و درجہ کی عظیم نعمتیں ہیں۔ ان انوارِ حالانہ میں
اس سال چھ کام بہتر طور پر انجام دے سکتا ہے۔ بڑھاپے اور بیماری میں جسم کمزور
پڑ جاتا ہے اور بے حس و ہوش بن جاتا ہے۔ ہمدردی کا کوئی بھی کام نہ
عبادت ہو یا ریاضت، حصولِ علم و حصولِ معاش، اس کا بہترین وقت جوانی اور
بہترین موقعِ صحت و سلامتی ہے۔ اسی لئے میرے موصوفین علیہ السلام فرماتے ہیں

حکایت

بدو شہید قبل ہر ملک، و حبیبک قبل منعمک
 بڑھاپے سے قبل جوانی اور بیماری سے پہلے صحت سے فائدہ اٹھانے اور

فرصت کے اوقات

اکثر دیکھتے ہیں کہ یہ ہے کہ لوگ اپنے کاموں کو انجام دینے میں تاثر متوں سے کام لیتے ہیں اور ہر فرصت کا موقع ہاتھ سے نکل جا رہا ہے۔ یہاں پر سبب ہوسکتا ہے کہ اس نے بزرگوں سے کہا ہے کہ آج کا کام کل پر مت ڈالو۔ خاص طور پر تنگی اور خیر خواہی سے کام دینا چاہئے کیونکہ ممکن ہے بعد میں مصروفیت یا بیماری یا

موت سات سے تکی کرے گا یہ موقع چھیں گے چنانچہ موعلیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں

حدیث ۲

أَفْرَصُهُ تَمَرٌ مَرَّ سَحَابٍ فَاسْتَهْرَؤُا فَرَصَ أَحَبُّوهُ
فرصت کے محات ہا ابوں کی طرح تیری سے نرہ جاتے
ہیں۔ پس جب بھی خیر کا موقع ملے سے غنیمت شمار کرو۔

سامعہ مسمعیہ

بعض لوگوں کی ناکامی کی وجہ سے ان صد جتنوں میں کمی نہیں ہوتی بلکہ اس کی
وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر وقت آگے والے گل کی فکر اور ندیشے میں ڈوبے
رہتے ہیں اور کون کا مہ بھی مل رہی نہیں کر سکتے جس کے نتیجے میں وہ مسلسل ناکامی کا
شکار رہتے ہیں۔ اس کا علاج موعلیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں

حدیث ۳

لَا تَحْمِلْ هَمَّ يَوْمٍ يَكُونُ لَكَ أَلَدَىٰ لِمَ يَأْتِيكَ عَسَىٰ يَنْفُكُ
الَّذِي قَدْ أَتَاكَ.

جو دن ابھی آیا نہیں ہے (یعنی کل) اس کی پریشانیوں اس دن پر نہ لاؤ
۲ تیرے پاس آچکا ہے (یعنی آج)۔

عقل کی کمزوری کی علامت

بہت سے لوگ اپنے معمولی و بڑی کامیابی پر آپ سے باہر ہو جاتے ہیں اور پھر کسی کو خاطر میں نہیں لاتے۔ یہ لوگ دراصل خود پسندی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنی خامیاں نظر نہیں آتیں۔ حسن کے نتیجے میں وہ انہیں اور سرے کی کوشش بھی نہیں کرتے اور رفتہ رفتہ ان کی کامیابی مافیہ میں تبدیل ہو جاتی ہے اور وہ لوگ کے دس سے دس کی محبت دور ہو جاتی ہے۔ کسی سے عقل مند نہاں بیٹہ اپنی خامیوں کو تلاش کرے اور انہیں دور سرے کی کوشش کرتا رہتا ہے چنانچہ اہل عقل اللہ فرماتے ہیں

حدیث ۴

اغفاجاٹ لَمَزاء بفسہ دل عی صغف عقلہ

اپنے آپ پر فخر کرنا اور خود پسندی کا شکار ہو جانا عقل کی کمزوری کی علامت ہے۔

علم و ادب کی اہمیت

کئی اوقات یہ شکایت سننے میں آتی ہے کہ بزرگ حضرات بچوں کی سنے نہیں ہیں۔ لیکن مجھے تب تک کسی کا بھی ال چہنے سے ملے کسی کیا سے کسی۔
اس کو درست فہم سے اور کسی سے اس کا علم قائم رہتی ہے۔
اسی طرے سے ایک دین و دہاں علم کی کمی کی وجہ سے بے روزگاری کا شکار

بال ہا سکتا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے ایک عابد و پارسا کو یہ تک معلوم نہ ہو سکے کہ
خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟ اسی لئے امیر مومنین علیؑ فرماتے ہیں

حدیث ۵

بِ مَغْفِرَةٍ لِّغُيْبٍ خَضَعُوا أَعْرَاصَكُمْ بِالْأَدَبِ وَ دِينُكُمْ
بِالْعَنَمِ

۔ جو تیرا ادب کے ذریعہ اپنی عزتوں کو ورع و علم کے ذریعہ اپنے دین کا
تحفظ کرو۔



کوشش و محنت سے ساری زندگی خوشگوار ہو جاتی ہے۔ مسلسل محنت
سے جہاں محنت و محنت میں رہتا ہے وہ جسمانی معصوم و بے ہوش ہے وہاں اس
محنت کے ذریعہ سے درقی خدا بھی حاصل ہوتا ہے۔ اس کے مقابلے میں مستثنیٰ
اور کائنات سے ساری زندگی خدا بے محنت رہ جاتی ہے جسم باریوں کا شکار و معاش
مسائل میں ٹھیک رہتے ہیں۔ اسی لئے مولیٰ میر مومنین علیؑ فرماتے ہیں

حدیث ۶

هِنَّاتٌ مَنْ يَبِي لِسَعْدَةِ السُّكُونِ إِلَى الْهُوَامِ وَالْإِبْطَالَةِ
سستی و رکاوٹ میں سست نامساعد و خوش بختی سے دوری

حق کرنا ہے۔

حود پرستی اور ہوی و ہوس کی پیروی

نسان کی زندگی محدود ہے۔ وہ اپنی زندگی میں رے کے ہم کاموں میں ایک فہرست بنائے تو رے محسوس ہوگا نہ زندگی کم ہے اور کام زیادہ۔ اس لئے ضروری ہے کہ نساں ایک مشغول زندگی گزارے اور فضول و راجا حاصل کاموں سے پرہیز کرے۔ بصورت دیگر وہ ہی میں مشغول رہے گا اور ہم کام رہ جائیں گے۔ میر مومنین علی علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں

حدیث ۷

من شغل بالفصول فانه من فہمہ لمامون
جو شخص فضول کاموں میں مشغول ہو جائے وہ زندگی کے حقیقی مہم امور کہ جن کی آرزو دل میں رکھتا ہے، وہ رہ جاتا ہے۔

عمل کی کمزوری

عصے میں آپ سے باہر ہو جانا، نساں عقل کو بیکار کر دینا ہے و اس صورت میں انسان کے لیے بھی خطرہ ہوتا ہے۔ حائل اور سمجھ و رسان وہ سے جو عصے میں ہے آپ پر قیاد رکھے اور اپنی عقل پر غضب کو دلی نہ دے۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں

حدیث ۸

الْعَصْبُ يُقْسِدُ أَلْيَابَ وَ يُبْعِدُ عَنِ الصَّوَابِ
غصہ انسان کی عقل کو فاسد درجہ صواب سے دور کر دیتا ہے۔

عزب و سزب

گرچہ دنیا میں عزت و شرافت کے کی معیار ہیں۔ حسب سبب اس وقت
دوست و مقدم و منصب وغیرہ یکساں مگر انسان کا خلاق و رشتہ جیسا کہ بالا میں سب
چیزیں اپنی حیثیت رکھتی ہیں۔ سی نے اصل شرافت انسان کا چھ خلاق ہے۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

حدیث ۹

أَكْرَمُ النَّاسِ حُسْنُ الْخُلُقِ
انسان کے لئے عظیم ترین شرف حسن خلاق ہے۔

سبب عزب

درہمی خلاق ہے عزت کو عزت دے دیتا مکتا ہے در صاحب عزت کی
عزت تو لوگوں کے دلوں سے کم بھی کر سکتا ہے۔ اخلاق کی ہی اہمیت کے پیش نظر
فرماتے ہیں

حدیث ۱۰

رُبَّ عَزِيزٍ اَذَلَّهُ خُلْفُهُ وَ دَلِيلٍ اَعَزَّهُ خُلْفُهُ
بہت سے ایسے صاحبِ عزت ہیں جن کا خدق نہیں دہل
کر دیتا ہے۔ اور بہت سے ایسے ذلت و بے گت بھی ہیں
جنہیں ان کا اخلاق صاحبِ عزت بنا دیتا ہے۔

جاہلانہ صد اور سبزی

جس چیز کی ہشتی اہمیت ہو تھائی اس کا حیاں رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ نہایت
کسی ہم منصب پر کار ہو تو اس منصب کی قدر و قیمت کو سامنے رکھتے ہوئے وہ
تقیط و درمدہ روی سے کام لیتا ہے۔

انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اس سر زمین پر اللہ کا مامدہ ہے۔ اس و ہم
مقام و منصب کا تقاضا یہ ہے کہ نہ اپنی قدر و قیمت کو سمجھے اور دوسروں پر ہند کی
نہانندگی کا حق ادھر کرے۔ لیکن اگر کوئی اپنے اس مقام و منصب سے آگاہ نہ ہو تو
اس کا سارا علم ظاہری شان و شوکت تو شاید عطا کروے لیکن سے خند کے پاس نہیں
پہنچا سکتا چنانچہ اس کا سارا علم جہل کے برابر ہے۔

حدیث

كُفِيَ بِالْفَرَّاءِ جَهْلًا ۖ لَا يَعْرِفُ قَدْرَهُ
مرد کی جہالت کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنی قدر اور اہمیت

سے وقف نہ ہو۔

عزت نفس اور گناہوں سے پرہیز

اور نفس گر پے نفس کی رمت در ہمت کو کبھ لے تو کبھی بھی صراحت
مستقیم۔ جدا نہیں ہوگا اور گناہوں کا مرکب نہیں ہوگا یہ لوگ یہ سے صراط مستقیم
سے جدا کر دیتے ہیں در وقت گزرے کے ساتھ ساتھ سے حورس کی پنی نظر میں
بھی ذلیل کر دیتے ہیں۔ امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں

حدیث ۲

مَنْ كَرِهَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ لَمْ يُهَيِّهِ بِالْمَعْصِيَةِ
جس نے اپنے نفس کی کرمت در ہمت کو سمجھ پا وہ اسے
معصیت سے ذلیل نہیں کرتا۔

والدین اور اولاد کے رصافے کا فرق

رمانہ تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اور کامیابی نے نئے صراحت کی ہے
شریعت کی پابندیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے رہا ہے ساتھ ساتھ یہ ہے۔ یہ بات اس
سے ممکن بھی ہے کہ مدنی نظام میں ہر دور کا ساتھ دے کی صداقت موجود ہے
ہر پے پھر کی تربیت اس طرح کی جائے چاہئے جس سے وہ مدنی قوانین کو
سمجھتے ہوئے رہنے کے ساتھ چل سکے اور کامیابی اس کے قدم چومے اس

وہ ہے حضرت علیؑ کا لباس ہے

حدیث ۱۳

لَا تَفْسِرُوا أَوْلَادَكُمْ عَنِّي أَدَبُكُمْ فِدَائِهِمْ مَحْذُوقُونَ
 لَوْمَاتٍ غَيْرَ مَانِكُمْ
 اپنے زمانے کے ادب و بروقتی اپنے بچوں کو نہ سیکھاؤ کہ وہ
 تمہارے زمانے کے بچے کسی اور زمانے کے لئے خلق
 کئے گئے ہیں۔

برائیوں کا رواج

نسل تربیت میں ماحول کی بڑی ہمت ہوتی ہے۔ جب کسی گمراہ
 معاشرے میں وہ نیاں جڑ پکڑیں تو وہاں یکیاں و تعامل برائیاں اور نقصان دہ
 شمار ہوتی ہیں جہد و دائل اور حلاقی۔ نیاں پھیلتی بھی ہیں اور سرایت بھی ثابت
 ہوتی ہیں۔ چنانچہ مامی علیؑ فرماتے ہیں

حدیث ۱۴

اِذَا حُثَّ الزَّمَانُ كَسَدَتْ الْعَصَائِلُ وَ هَمَزَتْ وَ
 بَعَثَتْ الزَّوَالُ وَ بَعَثَتْ

جب جماعتی ماحول میں خباثت آئے اخلاقی فعل سب ہمت

و نقصان دہا ہوا جاتے ہیں اور حلائی برائیاں رونج پانے
اور منافع بخش ہو جاتی ہیں۔

سرا اسے ہر ممکن حد تک پرہیز

دوسروں میں عیب نکاسا بذات خود نیک گناہ ہے۔ جس سے نہ صرف
دوسرے کی عیبت خاک میں مل جاتی ہے بلکہ اس سے خواہ عیب نکالتے والے کی
سمیت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ عام طور پر صاحب عقیدہ ماں کسی میں عیب دیکھتا ہے
جو اسے بات بات پر نوکے لگتا ہے اور یہ وہ باخیا رہو تو سہجی دینے لگتا ہے لیکن
بامعلی اللہ اس طرح رسائی کرتے ہیں۔

حدیث ۵

لَا تَكُونُوا عِيَابًا وَلَا تَطْلُبُوا لَكُنْ رَلَّةً عَتَبًا وَ لَكُلِّ
دُنْبٍ عَقِبًا

لوگوں کی عیب جوئی نہ کرو اور ہر غلطی پر سرزنش نہ کرو اور نہ ہر
گناہ پر سرزنش کرو۔

حد سے زیادہ اوک توک

نقد دوسرے کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسان غلط کام نہ کرے لیکن بات بات پر
لوکے اور چھوٹی بڑی غلطی پر برا دینے سے نہ صرف وہ اس غلطی سے رہتا نہیں

ہے بلکہ وہ اسٹین بھی ہوتا تھا ہے اور رفتہ رفتہ اس پر بڑی سے بڑی سر بھی
دتر بند نہیں ہوتی ہے۔ اس بارے میں حوالہ علی الصبیح لکھتے ہیں

حدیث ۶

لَا فَرْطَ فِي الْمَلَامَةِ وَشُبُّ لِرِ الْمَحَاجَةِ
مد سے زیادہ مد مدت کرنے سے صدقہ گناہ بھڑک اٹھتی ہے۔

کھلے عام نصیحت

جب سب کو اس کی کسی عظمیٰ کے سب سب کے سامنے، میل کر رہا جائے
تو وہ درگزر جاتا ہے۔ اسی سے نصیحت بھی تنہائی میں ہی کرنی چاہیے۔ بصورت
دیگر کیا ہوگا؟^{۱۶} امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں

حدیث ۷

الضَّخْ بَيْنَ الْمَلَأَةِ تَفْزُوعٌ
لوگوں کے سامنے کسی کو نصیحت کرنا اس کی شخصیت کو توڑتا ہے۔

سانگنے کی مدت

کہتے ہیں کہ بچے والے ہاتھ لیے دے ہاتھ نے اپر ہوتا ہے۔
قاعدت ایک ایسا مہر ہے جو سب کی عزت و وقار کو بڑھاتا ہے۔ اس سے جتن
ممکن ہو سکے سب قاعدت کرے اور دوسروں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلے۔ یوں کہ
دوسروں کے سامنے دست سوں رکھنا انساں کی عزت و حیثیت کو ختم کر دیتا ہے۔

دوسروں کے سامنے دست و پا کر کرنا، لباس کی عزت و قیمت کو ختم کر دینا ہے۔
 حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے:

حدیث ۸

المُسْتَدْلُ طَرِيقُ الْمَدْلَةِ تَسْبُطُ الْعَرِيزِ عَرَّةً وَ
 الْحَبْلُ حَبْلُ

(بھیک) مانگنا یہ اُست کا طوق ہے جو صاحبِ عزت سے
 اس کی عزت و رصاحبِ حسب سے اس کا حسب چھین بیٹا
 ہے۔

احقر کی صحت سے براہر

حق نسبت جہاں اپنی حماقتوں سے خود ذلیل و رسوا ہوتا ہے
 وہاں اپنے ساتھ رہنے والوں کے لئے بھی رسوائی کا سبب بنتا ہے
 اس لئے احقر و ریوڑوف کی دوستی سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ امام ربیع
 فرماتے ہیں:

حدیث ۹

صَدِيقِي الْاِخْمَقِي فِي تَغِبٍ

احقر نسبت کا دوست تکلیف میں رہتا ہے

عالم بے عمل

حصولِ علم کا اصل مقصد یہ ہے کہ اس قربِ عروج حاصل کرے کیونکہ جتنا علم پڑھتا ہے اس پر اپنی ناتوانی و رکبی کا احساس کرتا ہے اور یہی احساس اس کے غرور و تکبر کو ختم کر دیتا ہے اور اسے ایک ایسی امت کی چاسا بڑھاتا ہے جو کہ نوانا و کامل ہے۔ لیکن اگر یہی علم غرور و تکبر پیدا کرے اور وہ یہ سمجھنے لگے کہ وہ حاکم و کامل ہو گیا ہے تو یہی احساس سے حدِ سند و در کر دے گا اور یہی نشان کی ہدایت ہے۔ اس پر اسے میں آپ ﷺ فرماتے ہیں

حدیث ۲۰

رُبَّ عَالِمٍ قَتَلَهُ عِلْمُهُ

بہت سے عالم ایسے ہیں جن کو اس کا علم ہلاک کر دیتا ہے۔

گناہوں کے اثرات

عام طور پر ہر گناہ باعثِ مذمت ہوتا ہے لیکن اس کے برے اثرات بھی انہماک پر مرتب ہوتے ہیں۔ گناہ سے بچنے کا بھی یہی قصہ ہے کہ اس کے دور رس مضراثرات سے محفوظ رہ سکے کیونکہ مدتِ تہِ جلدی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے اثرات باقی رہتے ہیں۔ اسی لئے مولانا رحمہ اللہ فرماتے ہیں

حدیث ۲۱

”ذُكِرَ زَاعِدٌ مَعَاصِي دَهَابِ الْمَنَاسِبِ وَ بَقَاءِ التَّيْبَتِ
جَبَّ سُنْدَهُ كَمَنْ لَمْ يَدْرِكْ تَوْبَهُ دُرُّهُ لَمْ يَكُنْ نَجْوً
يُجَاهِ لِي وَرَأْسُكَ بَرِّئَ ثَمَّتْ بَقِيَّةٌ رَحِمَ لِي“

لذت باعثِ ہدامت

جس طرح اراکِ مدیہیری سے حعمل ہونے والی لذت انسان کو کئی
اٹوں و مہینوں سے بے یار و مددگار بناتی ہے۔ اسی طرح مختصری شہوت و شہا کیلئے
مستغنی تکلیف کا باعث رہ جاتی ہے اور سر تھوڑی سے دھڑکن کے سامنے میل و
رمو بھی کر دیتی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۲۲

”لَا خَيْرَ فِي لَذَّةٍ تُؤْخِذُ بِهَا وَ شَهْوَةٍ تُغْنِي لَمَّا
اِسْ نَدَتْ فِي كَوْنِ خَوِي نَمِيسِ جَوْدِ مَتِ كَا سَبِّ هُو وَ نَدَا
شَهْوَتِ فِي كَوْنِ خَوِي هُو جَسْ كَيْ بَعْدِ تَكْلِيْفِ هُو“

یہ عرصِ انسان دوستی

انسان چاہتا ہے کہ اندر تو اس پر ہمیشہ پی رحمتیں برسنا
رہے۔ اس کے لئے مولانا علی نے کامیاب ترین طریقہ بتایا ہے۔

حدیث ۲۳

اَبْقِ مَا تَسْتَدْرِيهِ لِرُحْمَةِ ذِي تُصْرَ لَجَمِيعِ النَّاسِ
الرُّحْمَةُ

کامیاب ترین چیز کہ جس سے تم رحمت الہی کو اپنی جانب کھینچ
سکتے ہو یہ ہے کہ تم اپنے دل میں تمام انسانوں کے لئے
رحمت کے جذبات رکھو۔

تکلف اسے لئے آرام دوسروں کے لئے

عام لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ان کو کوئی تکلیف نہ ہو اور چاروں طرف
ان کی وجہ سے مشکل میں پڑ جائیں لیکن مومن اور علی کا ماننے والا
ہاں اکل اس کے برصاف سوچتا ہے مولیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

حدیث ۲۴

لِمُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ فِي تَعَبٍ وَ شَأْنٍ مِنْهُ فِي رَاحَةٍ
مومن نہایت اپنے نفس کو تو سختی میں لاتا ہے اور لوگ اس
سے آرام و سکون میں رہتے ہیں

بھاریں شفع

گنہگار انسان گناہ کرنے کے بعد شفع کی تلاش میں رہتا ہے۔
 سوال النبیؐ: یہ شخص کی رہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں

حدیث ۲۵

لا شفع انجح من اتوبة

توبہ سے زیادہ کامیاب کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہے۔

لوگوں کی محبت حاصل کرنے کا طریقہ

ہر سب سے بڑا چاہتا ہے کہ لوگ اس سے محبت کریں، اس کی عزت و احترام
 کریں۔ حوالہ: اس بات کا سبب بنتا ہے کہ انسان اس کے احکامات کی پابندی
 کرے۔ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی بھی پابندی کرے یہ خصوصیت
 دین پر عمل، سارے محبوب بنادیا ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

حدیث ۲۶

من اتقى الله احبته الناس

جو اللہ سے ڈرے، لوگ اس سے محبت کرتے ہیں۔

مودت اور محبت

کسی سے نسبت، مودت اور محبت میں رکھنا کافی نہیں ہے بلکہ مودت کا تقاضا یہ ہے کہ اس بات سے اس کا اظہار کرے اور محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اس جس سے محبت کر رہا ہے اس کے کردارِ عمل کو اپنے لئے عموماً عمل قرار دے۔ اگر اس کے وہ اس کے محبوب کے عمل میں ہمہ تن مگنی پائی جائے تو یہی محبت کو حقیقی محبت کہا جائے گا چنانچہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں

حدیث ۲۷

إِنَّ الْمَوَدَّةَ يُعَيَّرُ عَنْهَا الْإِنْسَانُ وَعَنِ الْمَحَبَّةِ لُغْيَانٌ
بلشبہ مودت کا پتہ زبان دیتی ہے اور محبت کا قلب ہاں مشاہدے سے ہوتا ہے۔

بڑے سادھی سے پرہیز

ہم سفر اور پرہیز انسان کے خلاق کردار پر اثر دے رہتے ہیں۔ اگر ہم سفر اور پرہیز پیچھے ہوں تو بھی تربیت میں معاون و مددگار ہوتے ہیں اس کے برخلاف بڑے روادار و خلاق کے، مکہ ہوں تو اس کی برائی دوسروں میں راسخ کرتے ہیں۔ اسی لئے مولانا علیؓ فرماتے ہیں

حدیث ۲۸

سَلْ عَنِ الرَّفِيقِ قَبْلَ الصَّارِقِ وَعَنِ الْفَارِقِ لَدَا

سفر سے پہلے ہم سفر اور گھر سے پہلے پڑوسی کے بارے میں

چھین بین / ۵۔

حفظی محرومی

مقدور بات نہ ہو سہا سب ہو سکتے ہیں بین بیاہی سب سہا کی
سستی و گالی ہے سہا سب صحیح سمت میں کوشش اور جہد و جہد کر سہا تو خدا اپنے
رق کے دروازے اس پہ کھول دے گا۔ چنانچہ علیؑ فرماتے ہیں

حدیث ۲۹

مَنْ سَبَّ الْحُرَّ مِنْ لَتَوَابِي

محرامیت کا ایک سبب سستی ہے۔

بصیرت

آج کے دور میں کسی کو بصیرت کی جائے تو سے ہرئی گنتی ہے چاہے وہ اس کے
فائدے ہی کی بات کیوں نہ ہو۔ حضرت علیؑ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے
فرماتے ہیں

حدیث ۳۰

كَيْفَ يَصْعُقُ بِالْصُّحَّةِ مَنْ يَتَدُّ بِالْفُصِيحَةِ

جو رسوائی و بدنامی سے لذت حاصل کرے وہ سب سے فصیح

سے بدعت پاسکتا ہے

ایمان کی حقیقت

ماہرین کی اصطلاح ہمارے معاشرے میں عام ہے۔ ہر کس ونا کس تو سوائے
کہہ دیتا ہے۔ کوئی معرفت رکھے۔ رکھے، عمل کرنے والے، مومن ہے۔
لیکن مومنین کے مولا جس کی مر بات ہمارے لئے حقیقت ہے جب آپ ﷺ
سے ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا

حدیث ۳

مَنْ عَنِ الْإِيمَانِ فَقَالَ: الْإِيمَانُ مَعْرِفَةُ بِالْقَلْبِ وَ
اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ عَمَلٌ بِالْأَرْكَانِ
سپ سے ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا
ایمان دس سے معرفت، زبان سے قرار اور عضاء جو رگ
سے عمل کا نام ہے۔

تعجب کی بات

انسان ذرا سی قوت و تھوڑی قدرت حاصل کرتا ہے تو یہ سمجھے لگتا ہے کہ
وہ صاحب تھوڑا، گھبراہٹ سے لیکس درحقیقت یہ انسان اتنا بے اختیار ہے کہ تو پہلے

دس کی دھڑکن پر اختیار رکھتا ہے اور وہی پٹی سانسوں پر سے کوئی اختیار حاصل ہے۔ یعنی انسان پٹی دھڑکن پر کوئی قدرت نہیں رکھتا اس کے باوجود بڑی بڑی روز دہیں رکھتا ہے۔ امیر مومنان علیؑ فرماتے ہیں

حدیث ۳۲

عَجِبْتُ لِمَنْ لَا يَمْلِكُ جَدَّهُ كَيْفَ يُصِلُ أَمَلَهُ
تعجب ہے اس انسان پر جو اپنی موت پر تو قادر ہے نہیں پھر
بھی مئی آرویں کرتا ہے۔

عمل میں احلاص کیسے؟

عمل کی اہمیت حاصل سے ہے۔ جتنا حلاص رہا وہ ہوگا اتنی ہی عمل کی قدر و قیمت زیادہ ہوگی۔ لیکن اصل سوال یہ ہے کہ عمل میں حلاص کیسے پیدا کیا جائے؟
عمل میں حلاص اس وقت پیدا ہوتا ہے جب اس شخص کو تیرے نظر صحیح معرفت حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ کی الوہیت، خالقیت اور ربوبیت پر یقین حاصل کرے اور اس کے بعد صحیح نیت کے ساتھ عمل ادا کرے۔

حدیث ۳۳

احلاصُ لِعَمَلٍ مِنْ قُوَّةِ الْيَقِينِ وَ صِلَاحِ لِبَنَةِ
عمل میں حلاص یقین کی قوت و نیت کی درستگی سے پیدا ہوتا ہے۔

احسان

نیکی اور حسن سے جہاں دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے، وہاں خود حسن کرنے والا بھی فائدہ اٹھاتا ہے اور وہ یہ کہ اس کی عزت و تکریم معاشرے میں دیوہ ہوتی ہے اسی لئے میر تقی میرؒ کا شعر ہے

حدیث ۳۳

اَنْتَ لَنْ اُخْسِنْتَ فَنَفْسِكَ تُكْرِمُ وَ لَيْهَا تُحْسِنُ

بے شک اگر تم نے نیکی کی تو خود کو ہی عزت دار بنایا اور خود اپنے ساتھ ہی نیکی کی

بہترین اہل

سب کا طویل اس وقت طویل رہتا ہے جب وہ بے عمل و درہم گولوں سے پوشیدہ رکھے۔ یہ جگہ یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ اس نے یہ عمل صرف اور صرف اپنے پروردگار کے لئے انجام دیا ہے۔ اسی لئے مومن الصبیحہ قرآن میں

حدیث ۳۵

افضل المؤمن خدام المؤمن

بہترین اہل ایمان، اہل ایمان کے خدام ہیں

گناہوں کا کھارہ

گناہ گاران میں بھی آپ گناہوں پر نادم ہوتا ہے۔ پروردگار کے حضور

صدق دس سے توبہ کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ بچے رشتہ گناہوں کا کفارہ دلا کرے۔
 حضرت علیؓ فرماتے ہیں

حدیث ۳۶

مَنْ كَفَّرَ ابْنَهُ سَدُّوا بَابَ الْعُظْمِ اغْلَاظُ الْمَسْهُوفِ وَ التَّنْفِيسِ
 هِيَ الْمَكْرُوبُ

بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ یہ ہے کہ کسی ستم رسیدہ مسکین کی فریادیں
 سُرے اور رنج و پیدہ انسان کے غم کو دور کرے۔

بعمول پر ناشکری

پروردگار بے یار و مددگار نہیں ہے۔ یہ حلقہ نظام بنا دیا ہے رحمتوں میں ضد و شکری کے
 ۔ بعد ممکن ہے۔ اسی قرآن میں فرمایا ہے کہ ”رغم شکر کرو گے تو میں رحمتوں
 میں ضد کروں گا۔“

آج کے دور کا مصروف انسان بڑی بڑی نعمتوں پر حد کا شکر نہیں کرتا
 اور جب نعمتیں اس سے چھٹی جاتی ہیں تو پھر پریشان ہوتا ہے کہ کیا کروں؟ مولانا
 رحمہ اللہ فرماتے ہیں

حدیث ۳۷

وَعَبَّ نَيْكُم صَرَافُ الْعَمِّ فَلَا تُنْفِرُوا أَفْصَاهُ بِهِنَّ الشُّكْرُ
 جب جنس کا رخ تمہاری طرف ہو تو ناشکری کے ریدہ انہیں سپینے تک پہنچنے سے
 روک کر

اخلاق اور رزق

انسان کا اچھا اخلاق صرف ظاہری طور پر ہی اسے اچھا نہیں بناتا بلکہ اسے مادی فوائد بھی اس حسن اخلاق سے حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ مولا علیؑ فرماتے ہیں:

حدیث ۳۸

فِي سَعَةِ الْأَخْلَاقِ كُنُوزُ الرِّزْقِ.

اخلاق کی وسعت میں رزق کے خزانے پوشیدہ ہیں۔

بلاؤں کو دور کرنا

ہر انسان پریشانیوں اور مشکلات سے رہائی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اسے ان مشکلات سے رہائی حاصل کرنے کے لئے جہاں دوسرے اسباب فراہم کرنے چاہئیں وہاں ان کو دور کرنے کا ایک سبب دعا بھی ہے۔ چنانچہ مولا امیر المومنینؑ فرماتے ہیں:

حدیث ۳۹

ادْفَعُوا أَمْوَاجَ الْبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ.

دعا کے ذریعہ بلاؤں کو دور کرو۔

دعا

حدیث ۴۰

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ رَمَزَاتِ الْاَلْحَاظِ، وَ سَقَطَاتِ الْاَلْفَاظِ، وَ شَهَوَاتِ
الْجَنَانِ وَ هَقَوَاتِ الْبَلْسَانِ.

خدایا آنکھوں کے طنزیہ اشاروں، دہن کے ناشائستہ کلمات، دل کی بجا خواہشات
اور زبان کی ہرزہ سرائیوں کو معاف کر دے۔



Our Identity!

امریکی آزادی

اگر آپ

الہیہ توحید کی ہر صورت

ازدہار و شہادت کی ہر شکل

پر کون کے ترسے کہ یہ معاذ اللہ

ہر امر و نہی اور اس کی حکومات میں اسرار

میں ہے توحید و توحید

طاہر المصطفیٰ

طاہر المصطفیٰ کی ہر بات میں ہے توحید و توحید

یہ ہے توحید و توحید

میں ہے توحید و توحید

